# مطبوعات

**محفلِ تنہائی** | از جناب ثاقبہ رحیم الدین - ناشر: (خود) ملنے کا پتہ درج نہیں۔ ص ۱۴۰ جدید خوشنما طباعت، مجلد مع رنگین گرد پوش - قیمت: ۴۰/- روپے۔

ادب نام ہی شائستگی، سنجیدگی اور توازن کا ہے ــــ رویے میں بھی، اور تحریر میں بھی' جناب ثاقبہ رحیم الدین کے قلم نے نہ صرف اس بنیادی قلمرو پر اپنا سکہ جاری کر دیا، بلکہ شوخیٔ تحریر کے جزیرۂ شاداب میں بھی اپنا لوہا منوا لیا۔ لوہے کا ذکر ان کی ادیبانہ بلوریں شخصیت کے ساتھ شاید سجتا نہیں۔ مگر محاورے کی مجبوری!

تنقید، تبصرہ اور ابتدائیہ پر مشتمل بابِ اوّل کو پڑھیے تو کچھ کہنے کو باقی ہی نہیں رہتا، بلکہ ساری توجہ سمجھنے اور استفادہ کرنے پر مرتکز ہو جاتی ہے۔

"کچھ کلامِ اقبال کے بارے میں" ــــ اس حصے میں علامہؒ پر تین مضامین ہیں اور حیران ہوں کہ اقبال پر اتنی کثرت سے نگارشات لکھی اور چھاپی جا رہی ہیں کہ ان کے درمیان جناب ثاقبہ نے اپنی کہنے کی باتیں اور اپنا اسلوب سب سے الگ نکال لیا۔

پھر طنز و مزاح کی طرف متوجہ ہوئیں تو جدید ثقافت کی ایک دلچسپ جھلک دکھائی۔ شوخیٔ قلم بھی اسی قصے کا ایک لازمی عملی حصہ ہے۔ یہاں ثاقبہ صاحبہ نے شوخیٔ تحریر کا رنگ دکھایا ہے، مگر کیا مجال کہ ثقاہت کے آئینے میں کوئی بال آئے۔

آخری مضامین و مقالات کے دائرے میں ۵ تحریریں ہیں۔ ادب اور آرٹ کا اسلامی نمونہ بڑا جامع مقالہ ہے جو نہ صرف مصنفہ کی وسعتِ مطالعہ کا گواہ ہے، بلکہ اس میں اپنے سرمایۂ ادب و فنون کے لیے ایک جذبہ کارفرما ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام اور

کردار کی ایسی خوبصورت تصویر کھینچی ہے جس کا ایک ایک لفظ ان کے جذبہ ہائے محبت و ایمان کا گواہ ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ ایسی پختہ ایمان خواتین موجود ہیں جو ارشاداتِ رسالتمآبؐ کو دورِ جدید کے تحت تحریف کا شکار بنانے کا تصور نہیں رکھتیں۔

اور اسی دائرے میں ہے: موجودہ "ادبی تخلیقات میں جمالیاتی عنصر کا فقدان"، پھر "کہانی کی کہانی" اور "سمندر" جیسے انشائیے ہیں۔

لفظوں کے انتخاب، عبارت کی ترتیب، بیان کے اسالیب بہت دامن کشِ توجہ، مگر ان صفحات کا دامن تنگ ہے۔

ہم اس کتاب کا خیر مقدم کرتے ہیں۔

---

**MEMOIRS OF CHILDHOOD & YOUTH** — از مکرمہ مریم جمیلہ، مفکرہ و دانش ور خاتون (نومسلمہ) ناشر: محمد یوسف خاں اینڈ سنز، "اصلی انگریزی اور خوب صورت ٹائپ، صفحات: سوا دو سو۔ قیمت درج نہیں۔ ۴۹/۱۵ سنت نگر، لاہور۔

یہ ایک داستان سفرِ ہجرت ہے۔ مغربی لادینیت اور یہودی طلسم ساحرانہ سے اسلام کی طرف۔ داستان کا یہ اہم پہلا باب ہے جو اتنی تفصیل سے سامنے نہ تھا۔ علامہ اسد جس "روڈ ٹو مکہ" پر چلے تھے، اس کے مقابلے میں مریم جمیلہ کو خاردار پگڈنڈیوں سے ہو کر لمبا سفر کرنا پڑا ہے اور بڑے مشکل غریبانہ حالات ہیں۔ وہ جب نوخیز طالبہ تھیں تو انہوں نے اتنا کچھ پڑھ ڈالا اور ان میں اتنا کچھ اخلاقی ذوق نشوونما پا گیا کہ انہیں مغرب کی بہترین مجالس اور اداروں اور خود یہودی سوسائٹیوں میں جن احوال و مناظر سے سابقہ پڑتا۔ ان سے وہ بہت جلد بے قرار ہو جاتیں۔ اس طرح معاشرے نے انہیں تنہائی کی طرف دھکیلنا شروع کیا۔
ایک مرتبہ مریم جمیلہ نے اپنے والدین کے سامنے اسلام کے حق میں کچھ کلمات کہے تو والد نے غصے سے کہا کہ تم ہمیں اسلام کے ذریعے قرونِ وسطیٰ میں واپس لے جانا چاہتی ہو۔ ہم ایسی باتیں سننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ ایک بار والد نے ذکر کیا کہ ۲۰۰ ڈالر بطور چندہ اسرائیل بھجوا

رہا ہوں۔ مریم جمیلہ نے کہا کہ نتیجہ یہ ہوگا کہ چند اور ہتھیار لیے جائیں گے اور چند اور عرب بچے خون میں نہا جائیں گے۔ تب برہم ہو کر والد نے کہا کہ اس کمرے سے فوراً نکل جاؤ۔ وہ جلدی سے اپنے کمرے پہنچی اور دروازہ بند کر کے پڑی روتی رہی۔ ایک بار تو انہوں نے کہا کہ ہم اب تمہیں برداشت نہیں کر سکتے۔ جاؤ اور جا کر اپنے لیے رہنے کی کوئی الگ جگہ تلاش کرو۔ آئندہ ہمارے سامنے نہ آنا۔ ایک بار کہا کہ تم تو معروف دشمنانِ یہود سے بڑھ کر ہماری دشمن ہو۔

مریم جمیلہ ہوسٹل میں رہی، اُسے ڈاکٹروں سے مل کر فاؤنٹن ہاؤس میں جبراً داخل کرا دیا گیا۔ پہلا موقع ملتے ہی وہ واشنگٹن کے اسلامک سنٹر میں پہنچی۔ رفتہ رفتہ کئی شخصیتوں سے ملی، اور محض اپنے مطالعہ کے بل پر اس نے پہچان لیا کہ کون غلط ہے اور کون صحیح۔ پھر اس نے عالم اسلام کے اکابر سے خط و کتابت شروع کی۔ اسی سلسلے میں رابطہ مولانا مودودیؒ سے ہوا تو انہوں نے پاکستان میں آنے کی دعوت دی۔ بس سارا مسئلہ حل ہو گیا۔ آج وہ دو بیویوں والے شوہر کی بیگم ثانی ہیں۔ اپنی خوشی سے انہوں نے اس کا فیصلہ کیا۔ نہایت خوش و خرم رہ کر وقت گذارا۔ ایک بیگم سارے بچوں کو سنبھالتی رہی اور ایک بیگم نے ٹائپ لے کر کئی کئی عالمانہ کتابیں تحریک اسلامی کی خدمت کرتے ہوئے لکھ دیں۔

یہ "میماٹرز" پڑھنے سے تعلق رکھتے ہیں کہ ایک لڑکی مظلومی کے حالات بیچ ایک مقصد کے لیے اس طرح گذرتی ہے جیسے ناول کا کوئی کردار سامنے متحرک ہو۔

ہائے! سچا اسلام کتنا مشکل ہے؟ اس کے چشمۂ حیات تک رسائی کے لیے جنہوں نے جانفشانیاں کیں وہی اس کی قدر جانتے ہیں۔ ہمیں تو خداوند کریم نے بیٹھے بٹھائے اس طرح ایمان عطا کر دیا کہ جیسے بچے انگل سے ٹافی لے کر چوس لیں۔

مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ مریم جمیلہ جیسی علمی شخصیت سے جو مغربی زندگی کی تاریکیوں کو جگمگاتی روشنیوں کے نیچے سے تلاش کر لیتی ہے، کوئی اعلیٰ درجے کا کام نہ لیا جا سکا۔ مثلاً یونیورسٹی یا کالجوں میں اس کے بصیرت افروز لیکچر ہوتے۔ وہ خواتین کے سیمیناروں کی صدارت کرتی۔ مگر شاید وہ خود ہی گھرداری اور تنہائی کو بہت پسند کرتی ہے۔ اور اس پردہ پسند خاتون

تک خواتین کی نگاہیں پہنچتی ہی نہیں۔ اس کی کتابوں کے اردو تراجم ہوتے، ان کی تعارفی تقاریب ہوتیں۔ مگر۔۔۔ !!

---

**اسلامی صحافت** | از جناب سید عبد السلام زینی (مرحوم) - ناشر: ادارہ معارفِ اسلامی، منصورہ، لاہور۔ تقسیم کنندہ المنار بک سنٹر، منصورہ، ملتان روڈ، لاہور۔ صفحات ۳۲۰ طباعت اچھی۔ ٹائیٹل دلکش۔ قیمت: ۴۵/ روپے۔

سید عبد السلام زینی نے اپنا جو مختصر سا سرمایۂ خطوط و نگارشات چھوڑا ہے، اس میں "اسلامی صحافت" ایک قیمتی ورثے کی حیثیت رکھتی ہے۔ میں مختصراً کہوں گا کہ میں اس کتاب کو پڑھ کر بہت متاثر ہوا۔ ایک تو اس کے مطالعہ سے یہ ایمان اور زیادہ محکم ہو جاتا ہے کہ اسلام نے زندگی کے کسی بھی معاملے کو نظر انداز نہیں کیا۔ بلکہ پوری رہنمائی فراہم کر دی ہے۔ اب علوم و فنون کی مختلف موضوعات کے تحت ترتیب پیروانِ اسلام کا اپنا کام ہے۔ دوسری یہ بات کہ زینی مرحوم نے ایسی وسعت سے بحث کو چھیڑا ہے اور اتنے تفصیلی عنوانات قائم کئے ہیں کہ اسلامی صحافت کے علم کو سائنس بنا دیا ہے۔

کچھ عرصے سے ہماری اعلیٰ تعلیم گاہوں میں یہ مضمون بڑی اہمیت سے پڑھا جا رہا ہے اور اس سے آراستہ نوجوانوں کے لیے بڑا وسیع میدانِ کار بھی موجود ہے۔ لیکن بدقسمتی سے آج تک نصابی مواد صرف وہ تھا جو مغربی مفکرین اور نصابی مصنفین نے فراہم کیا تھا۔ وہ تو اپنی جڑ بنیاد ہی سے غلط ہے۔

آج کل "خبر" کو مروڑنے، اس سے مغالطے پیدا کرنے اور محبت و نفرت یا حمایت و مخالفت کے جذبات اُبھارنے کا کام جس طرح لیا جاتا ہے اُسے پروپیگنڈا کہتے ہیں۔ اور یہ پروپیگنڈا مشینری (نیز متعلقہ ذرائع) سامراجی قوتوں کے زیرِ نگیں ہیں ـــ لہٰذا ہماری ہی کسی خبر کو پروپیگنڈے کے خراد پر چڑھا کر ایسا آئینہ بنا دیتے ہیں کہ اس آئینے میں ہمیں اپنی صورتیں بدنما اور دشمنوں کی اچھی معلوم ہوتی ہیں۔ پھر ہم کوئی جواب دینا چاہیں تو پروپیگنڈے کے وسیع نظامِ شمسی میں (جو بہ اہتمامِ دشمن ہے) ایسا لگتا ہے کہ کسی ٹوٹے ہوئے کُرّے کا

کوئی سیر بھر تاریک ٹکڑا اچھلا آرہا ہے جسے نہ کوئی دیکھتا ہے، نہ پہچانتا ہے۔ ہماری کسی بات کو چاہیں تو اغیار ہی اچھالیں اور کوئی سی شکل دے کر اچھالیں۔ پھر ہم اپنی خبر انہی سے لے کر اپنے ہاں اُسے اچھائی اور سچائی کا معیار بنا لیتے ہیں۔

پروپیگنڈا کے اس طلسماتی مقتی ایٹر کے خلاف زینی صاحب نے اس ضرورت پر شدید زور دیا ہے کہ مسلمانانِ عالم کو اپنی طاقت ور اور مؤثر مشینری وضع کرنی چاہیے (ویسے ذرا ARABIA کا حشر بھی سامنے رہے!) اور اس کے لیے اسلام کے واضح کردہ اُصولِ صحافت، کلمۂ حق، آوازۂ ضمیر اور شہادتِ حق کے اُصول اور پھر خبر رسانی و خبر بیانی کے متعلق پورا نظامِ اخلاق انہوں نے بیان کر دیا ہے۔

تمام صحافی، طلبائے صحافت، سیاسی لوگ، عام ذی شعور نوجوان سبھی اس کتاب کو پڑھیں جس کی بعض عبارات تو ادبی لحاظ سے بھی شاہکار ہیں۔

---

**مُسلم نشاۃِ ثانیہ؟** | جناب ڈاکٹر حفیظ الرحمٰن صدیقی ۔ ناشر: مطبوعاتِ جاوید، بی ۱۳۱، بلاک ۱۳ ۔ فیڈرل بی ایریا، کراچی ۔ اچھی طباعت، سفید کاغذ پر، ضخامت ۸۵ اصفحات، اچھی سفید سادہ جلد ۔ قیمت: ۴۲/- روپے۔

آسمانِ قلم و اشاعت پر ایک دلکش کتاب کا ستارہ چمکا ہے۔ مصنّف کی خدمت میں مبارک باد!

میرا اس کتاب کو پڑھتے ہوئے یہ جی چاہتا تھا کہ اس کے صفحے اور پیرے تبصرے میں لکھ دوں گا۔ مگر اتنی مجال کہاں! اب مختصراً یہ کہتا ہوں کہ ہماری چودہ سو سالہ داستان ہے رفعت و سر فگندگی کی ــــ "ایسی بلندی، ایسی پستی"! مگر یہ باندازِ نوحہ و مرثیہ نہیں، نہ بہ طرزِ اظہارِ کبر و تفاخر۔ یہ کتاب تو حوصلوں کو بلند کرنے والی، طلسمِ ہیچ مقداری سے نکالنے والی، ہماری تہذیب کا اصل چہرۂ درخشاں دکھانے والی اور ہمارے ہاں سائنسی ترقیوں کے پھریرے اڑانے کے دَورِ رفتہ کو سامنے رکھ کر یہ یقین دلانے والی ہے کہ یہ تمہی تو تھے جنہوں

نے تخت و تاج ہی سے کام نہیں رکھا، بلکہ قلم کٹھالی اور رنگا ہ مشاہدہ اور شوق تجربہ سے زمین سے آسمان تک ہنگامہ مچائے رکھا۔ اب تم کیوں محض دوسروں کے مرعوب گداگر بن کر رہ گئے۔ توڑو اس طلسمِ غیر پرستی کو اور چھوڑو غفلت کی ہیروئن کے نشے میں آرام سے پڑے رہنے کو ـــــ اٹھو اور زمین کا سینہ چیرو اور آسمانوں پر کمندیں ڈالو، ہواؤں اور شعاعوں کو مسخر کرو، لوہے اور پیتل اور پلاسٹک کو مجبور کرو کہ وہ تمہارے لیے اور دوسرے انسانوں کے لیے خدمات انجام دیں۔

انداز بیان دلچسپ، تمام مباحث حوالوں سے آراستہ، ہر باب کے آخر میں نوٹس، کتاب کے خاتمے پر اشاریہ!

---

**سیکولر معاشرے میں مسلمانوں کی تعلیمی حکمتِ عملی** جناب خرم جاہ مراد۔ ناشر: ادارہ تعلیمی تحقیق۔ تنظیم اساتذہ پاکستان - ۸ - اے ذیلدار پارک، اچھرہ، لاہور۔ قیمت: ۸/- روپے

۲۴ صفحے کے اس اہم پمفلٹ میں بہت بڑے مسئلے کو چھیڑ کر اس پر عمل کرنے کا مواد دیا گیا ہے۔ چند الفاظ اور جملوں سے شاید آپ پورے مبحث کا تصور کر سکیں ـــــ "ہم اسلامی تعلیم اور اسلام کے بارے میں تعلیم، میں امتیاز کریں" (ص ۷) "ہمیں ایک ایسی طاقتور تہذیب درکار ہے جو غالب تہذیب کے خلاف پیش قدمی کرنے کی اہل ہو"۔ "ایک معاشرے کے اندر دوسرا معاشرہ قائم کرنے اور ایک تہذیب کے اندر دوسری تہذیب برپا کرنے کے لیے معاشرے کو تبدیل کرنے کا عزم ناگزیر ہے" (ص ۱۰-۱۱)۔ "ہمیں صرف لینا نہیں، ہمارے پاس دینے کے لیے بہت کچھ ہے" (ص ۱۱)۔ "گھر"، "ہم جولی" اور "پڑوس" کی تعلیمی اہمیت بیان کی گئی ہے۔ (ص ۱۸) ـــ "ہمیں ایک ایسی تحریک شروع کرنے کی منصوبہ بندی کرنا چاہیے جو ہر گھر کو ایک مسلم سکول بنا دے"۔ (ص ۱۹) "ایک متبادل زندگی کا ماحول برپا کرنے کا تخیل (ص ۲۰)

تعلیمی حکمتِ عملی پر کام کرنے کے اصول بڑی تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔ اِس کتاب کے بین السطور میں مولانا مودودی کی رُوحِ فکر جھلکتی محسوس ہوتی ہے۔

**مشرقی پاکستان کی یادیں** از جناب سیّد اسعد گیلانی - ترتیب و تدوین : اسلامی اکادمی منصورہ، ملتان روڈ، لاہور - ناشر: حمرا پبلی کیشنز، اردو بازار، لاہور۔ صفحات ۱۶۰ قیمت: ۲۷/- روپے۔

برادرم گیلانی صاحب اور ہیں عمر کے ایسے حصے ہیں، جب کہ ہر فارغ وقت میں یادوں کے فلم دماغوں کے ہال میں چلتے رہتے ہیں۔ آدمی چاہتا ہے کہ یہ تماشا دوسروں کو بھی دکھائے۔ مگر اسعد صاحب کی یادیں تو تاریخ بھی ہیں، درسِ دعوت بھی، تحریکی کارکنوں کے لیے سامان تربیت بھی۔ اور پھر وہ جلد درجہ "حسین و دلنواز" بھی ہیں (ص ۶)
اس البم میں تین قسم کی تصویریں ہیں — عام بنگالی مسلمانوں کی تصویر ہے۔ مسلم لیگ کی تصویر ہے اور گیلانی صاحب کے رفقائے تحریک کی تصویر ہے (ص ۷-۸)۔

مولانا مودودیؒ کے فیصلے کے تحت چوہدری علی احمد خاں مرحوم کے معاون کی حیثیت سے گیلانی صاحب ۱۰ رجون ۱۹۵۴ء کو کراچی سے روانہ ہوئے۔ پھر وہاں جا کر ان حضرات نے جس سرگرمی سے کام کیا اس کا تصور آپ اس مختصر کتاب سے اخذ کر سکتے ہیں۔ گیلانی صاحب وہاں کے سرسبز و دلکش ماحول، وہاں کے دریا، وہاں کی کشتیاں، وہاں کے اناناس اور ناریل، وہاں کی مچھلیاں، وہاں کی چٹائیاں اور ٹوکریاں، وہاں کی غربت، وہاں کی غذائیات اور خصوصیات کو جزء بجزء آپ کے سامنے دلکش انداز میں رکھتے ہوئے ساتھ ساتھ اپنی خدمات اور وہاں کے رفیقوں کی محبتوں اور جان کاہیوں کی داستان بڑی دلچسپی سے سناتے ہیں۔

اس کتاب کو پڑھنے کے بعد جیسے پھر کچھ رہ ہی نہیں جاتا۔ مگر افسوس کہ ہماری بہترین مہمات کے کئی برس کی محنتیں اس حادثے کو نہ روک سکیں جس نے پاکستان کو دولخت کر دیا۔

---

**تفکر** مدیر مسئول سید شبیر بخاری - مقام اشاعت : ۵۲۳ جہاں زیب بلاک، مخدوم جہانیاں اکیڈیمی، علامہ اقبال ٹاؤن لاہور۔ کوڈ: ۵۴۵۷۰ - فی شمارہ ۱۵/- روپے، زرسالانہ پچاس روپے۔

یہ جلد اوّل کا شمارہ دوم ہے۔ مجلہ ہذا سہ ماہی بھی ہے اور سہ لسانی بھی (یعنی اُردو

فارسی (+ عربی) اور انگریزی) - مندرجات کا یہ نقشہ کہ مختلف علمی موضوعات کے تحت چھوٹے چھوٹے دلچسپ مضامین - طبعزاد بھی اور ترجمہ شدہ بھی -

علامہ شبیر بخاری صاحب کی علاقگی پہ ہم دیرینہ ایمان رکھنے والے ہیں اور بخاری صاحب ایک ایسے استاد رہے کہ جن کے شاگردوں کا نہ صرف حلقہ وسیع ہے بلکہ ہر شاگرد کے دل میں ان کا روشن کردہ چراغ ضرور محفوظ ہے - اس لیے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ علامہ بخاری صاحب پورے پاکستان میں پھیلے اور بکھرے ہوئے زندگی بسر کر رہے ہیں - کتابی معلومات کے علاوہ وہ جب اپنے ذاتی تجربات و مشاہدات بھی کسی بحث میں شامل کرتے ہیں تو گویا کھانے کے ساتھ "ساس" اور "سلاد" کا اضافہ ہو جاتا ہے۔

پھر قصّے ایسے ایسے نکالتے ہیں کہ آدمی حیرت کے دریا میں ڈوب جانے سے بمشکل ہی بچتا ہے۔ مثلاً سلّی پرودھام (فرانس) کے نوبل پرائز کا قصّہ - ہم نے اسے بہت پہلے میں پڑھا تھا مگر اب تو سب کچھ بھول گیا - یا "جنگِ عالمگیر کی کہانی چرچل کی زبانی" پھر "اعلانِ تاشقند" بھی، "آلودگیٔ آب بھی، زرعی معیشت بھی، مسئلہ ارتداد بھی، پھر شروع میں "مسئلہ زن" بھی، جسے جتنا سلجھایا گیا اتنا ہی اُلجھ گیا۔

تفکر فی القرآن، تفکر فی الحدیث، افکارِ صحابہ، فکرِ افغانی، صحیح معرفت اور مثنوی مولانا رُوم کا ترجمہ کئی اور مندرجات بھی۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بخاری صاحب جہالت افروز تعلیم کے مارے ہوئے نوجوانوں میں ایمان و علمِ حق کی یخنی نکال کر جلد سے جلد آباد دیکھنا چاہتے ہیں - خدا کرے ان باتوں میں کوئی خلافِ ادب نہ ہو، اپنے محب و مشفق چند ہی بزرگ تو رہ گئے ہیں۔

---

مجھے اور بھی کتب و جرائد پر لکھنا تھا، مگر اِن دِنوں کشتیٔ
صحت ایسے گردابوں سے گذر رہی ہے کہ میں لکھنے کا زیادہ
کام بھی نہیں کر سکتا، لہٰذا متعلقہ احباب سے معذرت -!

---